بلاغت

فہرست

اکائی	نمبر	عنوان
اکائی	۱	علم البيان وأهميته
اکائی	۲	التشبيه تعريفه وأقسامه
اکائی	۳	الكناية
اکائی	۴	الاستعارة تعريفها وأقسامها
اکائی	۵	المجاز المرسل والمجاز العقلی

اکائی ۱

علم البيان وأهميته

اکائی کے اجزا

1.1 مقصد

1.2 تمہید

1.3 علم البیان کی تعریف

1.4 علم البیان کے اقسام

1.5 علم البیان کی اہمیت

1.6 علم المعانی اور علم البدیع کے مقابلہ علم البیان کی انفرادیت

1.7 خلاصہ

1.8 نمونہ کے امتحانی سوالات

1.9 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

1.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ علم البیان کی حقیقت، اسکے مشتملات اور علم بلاغت میں اسکی اہمیت سے بخوبی واقف ہو جائینگے، ان کے لئے یہ سمجھنا آسان ہو جائیگا کہ علم البیان کے مشمولات کلام کی وضاحت اور اس میں حسن پیدا کرنے میں کس طرح اپنا کردار ادا کرتے ہیں نیز طلبہ پر یہ بات بھی عیاں ہو جائیگی کہ علوم بلاغت کے دیگر اقسام کے مقابلہ میں علم البیان کی قدر و قیمت کس قدر بڑھی ہوئی ہے، اور کسی بھی فصیح و بلیغ کلام میں علم البیان کے اصولوں کو برتنا اور ان کا پاس ولحاظ رکھنا کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

1.2 تمہید

علم البیان فن بلاغت کے علوم ثلاثہ (علم البیان، علم المعانی، علم البدیع) کا وہ بنیادی حصہ ہے جس میں کلام کو واضح طریقہ پر پیش کرنے کے لیے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں، اور یہ طریقہائے کلام جہاں ایک طرف متکلم کے منشا کے مطابق کلام کی قوت اور اسکے حسن کو قائم رکھنے میں معاون ہوتے ہیں وہیں اسکو اس بات کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں کہ وہ بلیغ کلام کی باریکیوں اور اسکی نزاکتوں کو سمجھ سکے اور الفاظ کے ظاہری معنی کے علاوہ مرادی معنی کو اسکے سیاق سے ساتھ متعین کر سکے۔

1.3 علم البیان کی تعریف

لغت میں بیان کے معنی ہیں ''وضاحت''اور اصطلاح میں علم البیان ایسے قواعد کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ ایک معنی کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جائے اور ہر طریقہ اس معنی کی وضاحت و دلالت میں جداگانہ ہو، نیز اقتضائے حال کی مطابقت بہر صورت ملحوظ رہے۔

مثلاً اگر کوئی خالد کو سخاوت کو بیان کرنا چاہتا ہے تو وہ اسے علم البیان کے مختلف طریقوں کا استعمال کر سکتا ہے چنانچہ

۱-تشبیہ کے ذریعہ کہے گا خالد کالبحر

۲-مجاز کے ذریعہ رأیت بحرا فی دار خالد

۳-کنایہ کے ذریعہ خالد کثیر الرماد

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بیان کے مذکورہ مختلف طریقے کلام کی وضاحت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ہر ایک کی اپنی خصوصیت اور مقصدیت ہے جو بیان کے تقاضوں کو اقتضائے حال کے مطابق پورا کر رہا ہے۔

1.4 علم البیان کے اقسام

علم البیان کے تحت آنے والی بحثوں کو حسب ذیل اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱-تشبیہ

۲-مجاز لغوی

۳-استعارہ

۴-مجاز مرسل

۵-مجاز عقلی

۶-کنایہ

علم البیان کے ان اقسام کا اگر تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اگر کلام حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال ہے تو اسکی دو صورتیں ہوں گی،

۱-حقیقی اور مجازی معنی میں آپس میں علاقہ مشابہت کا ہوگا یا نہیں، اگر مشابہت کا علاقہ ہے تو اسکو استعارہ کہتے ہیں، لیکن اگر مشابہت کے علاوہ دوسرے علاقے ہیں مثلاً سببیت، جزئیت، وغیرہ تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

1.5 علم البیان کی اہمیت

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ علم البیان میں ایک معنی کو مختلف طرق اور متعدد اسالیب میں ادا کرنے کا پورا میدان ہوتا ہے اسلیے کلام کی قوت اور وضاحت کے لئے حسب ضرورت طریقے اپنائے جاتے ہیں، چنانچہ کسی معنی کی ادائگی تشبیہ کے ذریعہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے تو کسی کی استعارہ یا کنایہ کے ذریعہ، کسی معنی کو مجاز مرسل کی شکل میں بیان کرنا زیادہ موزوں ہوتا ہے تو کسی کو مجاز عقلی کے قالب میں ڈھالنا زیادہ قرین قیاس ہوتا ہے۔

1.6 علم المعانی اور علم البدیع کے مقابلہ علم البیان کی انفرادیت؛

معلوم ہونا چاہیے کہ علم بلاغت کے تینوں اقسام موقع محل کے لحاظ سے کلام کو زبان و بیان کی خوبیوں سے آراستہ کرتے ہیں لیکن ان میں علم

البیان کی اہمیت بقیہ دونوں اقسام پر اس لحاظ سے بڑھ جاتی ہے کہ اس کے تحت آنے والے موضوعات ایک ہی معنی کو مختلف طریقوں سے ادا کرنے کا میدان فراہم کرتے ہیں جس سے کلام کو حسب ضرورت واضح ترین اسلوب میں پیش کر کے متکلم اپنی بات کو زیادہ موثر اور نافع بنا سکتا ہے، جبکہ علم المعانی میں متکلم اپنی بات کو ادا کرنے کے لئے موقع محل کا خاص لحاظ کرتے ہوئے بتقاضائے ضرورت کلام کے متعین اصولوں سے صرف نظر کر کے ان سے مطلوبہ معنی حاصل کرتا ہے اس علم کے تحت آنے والی بحثوں کا تعلق زیادہ تر الفاظ کے معانی سے ہوتا ہے جن کو حاصل کرنے کے لئے کلام کی ترکیبی خصوصیات کا سہارا لیتا ہے اور اور اپنے مقصد کے مطابق ان کا استعمال کرتا ہے، ان دونوں علوم کے برخلاف علم البدیع کلام کے لفظی ومعنوی دونوں ہی میدانوں کا احاطہ کرتا ہے اسی لئے اس کے دو حصے یعنی محسنات لفظیہ اور محسنات معنویہ وجود میں آتے ہیں اور دونوں کلام میں حسن وجمال پیدا کرنے اور اس کو زور وقوت سے مالا مال کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں

1.7 خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علوم بلاغت کے تینوں اقسام علم البیان، علم المعانی اور علم البدیع میں علم البیان کو خاص اہمیت حاصل ہے، اس علم کے تحت آنے والی بحثوں میں تشبیہ، مجاز لغوی ، استعارہ، مجاز مرسل، مجاز عقلی اور کنایہ قابل ذکر ہیں، ان بحثوں میں علم البیان کے محاسن مختلف اسالیب میں کلام کو واضح کرتے ہیں اور متکلم موقع محل کے لحاظ سے اپنے کلام کو حسن وقوت عطا کرنے کے لئے ان کا سہارا لیتا ہے،

1.8 نمونہ کے امتحانی سوالات

۱-علم البیان کسے کہتے ہیں اسکے لفظی واصطلاحی معنی بتایئے۔

۲-علوم بلاغت میں علم البیان کی اہمیت واضح کیجئے۔

۳-علوم بلاغت کے کتنے اقسام ہیں اور کون کون؟

۴-علم البیان کن کن بحثوں پر مشتمل ہے؟

۵-علم البیان اور علم المعانی میں فرق واضح کیجئے۔

۶-علم البیان اور علم البدیع کا فرق بیان کیجئے۔

۷-علم البیان کا کلام کے حسن میں کیا کردار ہوتا ہے؟

1.9 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱- فیض البلاغۃ از ڈاکٹر شیر افگن ندوی

۲- البلاغة الواضحة لعلى الجارم ومصطفى أمين

۳- الإيضاح فى علوم البلاغة للخطيب القزوينى

٤- علوم البلاغة لمحمد أحمد قاسم ومحى الدين ديب

٥- علم البيان لعبد العزيز عتيق

٦- دروس البلاغة لحفنى ناصف وزملائه

اکائی ۲

التشبيه تعريفه وأقسامه

اکائی کے اجزاء

2.1 مقصد

2.2 تمہید

2.3 تشبیہ کی تعریف

2.4 تشبیہ کے ارکان

2.5 ارکان تشبیہ کا حذف وذکر

2.6 تشبیہ کی قسمیں

2.7 کلام کی بلاغت میں تشبیہ کا اثر

2.8 خلاصہ

2.9 نمونہ کے امتحانی سوالات

2.10 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

2.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ علم بلاغت کے ایک انتہائی اہم جزء یعنی تشبیہ کی حقیقت، اس کے ارکان، اس کے اقسام اور اس سے متعلق مختلف مسائل کو بخوبی سمجھ سکیں گے اور اپنی زبان وبیان میں اس سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں گے، کیونکہ تشبیہ کا دائرۂ عمل بڑا وسیع ہے اس سے جہاں ایک طرف مخاطب کو مثال کے ذریعہ آسانی نے بات سمجھانے میں مدد ملتی ہے وہیں متکلم اپنی نازک خیالی کے ذریعہ باریک اور لطیف تشبیہ استعمال کر کے کلام کے حسن کو چار چاند لگا سکتا ہے، اس لئے ہم اس اکائی میں تشبیہ سے متعلق تمام ضروری بحثوں کو آسان اسلوب میں پیش کریں گے اور مثالوں کی مدد سے طلبہ کو ذہن نشین بھی کرائیں گے تا کہ آگے آنے والی کئی ایسی بحثیں جن کا انحصار تشبیہ یا مشابہت کے علاقہ (تعلق) پر ہے ان کو سمجھنا آسان ہو جائے،

2.2 تمہید

علم البیان کے مباحث میں تشبیہ سب سے پہلی اور بنیادی بحث سمجھی جاتی ہے کیونکہ بعض دوسری بحثوں میں تشبیہ کے ارکان مختلف شکلوں میں استعمال ہوتے ہیں اور ان کی حالت کی بنیاد پر تبدیلیاں بھی رونما ہوتی ہیں، مثلاً حقیقت ومجاز کی بحث میں ہم دیکھیں گے کہ اگر کلمہ کے حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان مشابہت کا علاقہ ہے تو اسے استعارہ کہیں گے اور اگر مشابہت کے علاوہ دوسری چیزوں کا علاقہ ہے تو مجاز مرسل کہیں گے، اسی طرح استعارہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کی مختلف حالتیں اس کے نوع کی تعیین کرتی ہیں مثلاً مشبہ بہ کے ذکر اور مشبہ کے حذف ہونے پر استعارہ تصریحیہ کہلاتا ہے اور اسی کے برعکس صورت میں جب مشبہ ذکر ہو اور مشبہ بہ حذف ہو تو استعارہ مکنیہ کہلاتا ہے،

غرض تشبیہ کی کارفرمائی علم البیان کی دیگر بحثوں میں بھی نمایاں شکل میں دیکھنے کو ملتی ہے اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کو اچھی طرح سمجھ کر آگے بڑھیں تا کہ آگے آنے والے مباحث میں ہمیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

2.3 تشبیہ کی تعریف

مخصوص الفاظ کے ذریعہ ایک یا ایک سے زائد صفات میں ایک چیز کو دوسری چیز کے مماثل بتانے کو تشبیہ کہتے ہیں جیسے الوجہ کالقمر فی الجمال (چہرہ چاند کے مانند خوبصورت ہے) الرجل کالجمل فی الحمق والطول (آدمی اونٹ کی طرح ہے بیوقوفی اور لمبائی میں)

اوپر دی گئی مثالوں میں پہلی مثال میں چہرہ کو صرف ایک صفت یعنی خوبصورتی میں چاند سے تشبیہ دی گئی ہے، جبکہ دوسری مثال میں آدمی کو دو

صفات یعنی بیوقوفی اور لمبائی میں اونٹ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

2.4 تشبیہ کے ارکان

تشبیہ کے چار ارکان ہیں جن کو تشبیہ کے اجزاء بھی کہہ سکتے ہیں، انھیں چاروں ارکان کے ذریعہ تشبیہ کا عمل مکمل ہوتا ہے۔

۱-مُشَبَّهْ: جس چیز کی تشبیہ دی جائے اسے مشبہ کہتے ہیں ،مثلا الوجه كالقمر فى الجمال میں الوجہ مشبہ ہے جس کی تشبیہ قمر سے دی گئی ہے۔

۲-مُشَبَّهْ بِهِ: جس چیز سے تشبیہ دی جائے وہ مشبہ بہ کہلاتی ہے جیسے اوپر کی مثال میں القمر مشبہ بہ ہے جس سے وجہ کی تشبیہ دی گئی ہے۔

مشبہ اور مشبہ بہ کو ایک ساتھ طرفین تشبیہ کہتے ہیں

۳-وَجهُ الشَّبَهْ: جس صفت میں مشابہت بتائی جائے وہ وجه الشَّبَه کہلاتی ہے جیسے اوپر کی مثال میں جمال یعنی خوبصورتی کی صفت میں چہرہ کی تشبیہ چاند سے دی گئی ہے۔

وجہ شبہ یعنی صفت تشبیہ مشبہ کے مقابلہ میں مشبہ بہ میں زیادہ ہوتی ہے۔

۴-اَدَاة تشبیه: جن الفاظ کے ذریعہ تشبیہ بتائی جائے انھیں اداۃ تشبیہ کہتے ہیں جیسے اوپر کی مثال میں ''ک''

اداۃ تشبیہ کے طور پر عموما مثل ،شبه ،كأن وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

2.5 ارکان تشبیہ کا حذف وذکر:

تشبیہ کے بعض ارکان کبھی کبھی معنی میں مبالغہ کی غرض سے حذف کر دیے جاتے ہیں، ایسی صورت میں ان کو الگ الگ ناموں سے جانا جاتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱-جس تشبیہ میں اداۃ مذکور ہو اسے تشبیہ مرسل کہتے ہیں جیسے الرجل كالأسد فى الشجاعة

۲-جس تشبیہ میں اداۃ محذوف ہو اسے تشبیہ مؤکد کہتے ہیں جیسے الرجل أسد فى الشجاعة

اس میں مشابہت کی بات ختم کر کے مشبہ کو سراپا مشبہ بہ قرار دے دیا گیا ہے، یعنی رجل کو سراپا شیر کہہ دیا گیا ہے جس سے معنی میں مبالغہ پیدا ہو گیا ہے۔

۳-جس تشبیہ میں وجہ شبہ مذکور ہو اس کو تشبیہ مفصل کہتے ہیں جیسے الرجل كالأسد فى الشجاعة

۴-جس تشبیہ میں وجہ شبہ محذوف ہو اس کو تشبیہ مجمل کہتے ہیں جیسے الرجل كالأسد

اس میں وجہ شبہ کو حذف کر کے تشبیہ کی محدودیت کو ختم کر دیا گیا ہے اور انسان کو غیر محدود صفات میں شیر سے مشابہ قرار دے کر معنی کو مزید طاقت پہونچائی گئی ہے۔

۵-وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ اور اداۃ دونوں محذوف ہوں اس کو تشبیہ بلیغ کہتے ہیں۔جیسے الرجل أسد

اس میں تشبیہ مؤکد اور مجمل دونوں کے خواص جمع ہو جانے کی وجہ سے تشبیہ انتہائی درجہ طاقتور ہو جاتی ہے۔

2.6 تشبیہ کی قسمیں

تشبیہ کی چار قسمیں

۱-تشبیہ مفرد

۲-تشبیہ تمثیل

۳-تشبیہ ضمنی

۴-تشبیہ مقلوب

ہر ایک کی تعریف اور اس سے متعلق تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱-تشبیہ مفرد

تعریف: ایسی تشبیہ جس میں کسی مفرد شئ کی تشبیہ مفرد شئ سے دی گئی ہو تشبیہ مفرد کہتے ہیں جیسے الماء مثل اللجین فی الصفاء اس میں مفرد پانی کی تشبیہ مفرد چاندی سے دی گئی ہے۔

۲-تشبیہ تمثیل

تعریف: ایسی تشبیہ جس میں ایک منظر کی تشبیہ دوسرے منظر سے دی گئی ہو اور وجہ شبہ متعدد چیزوں سے ماخوذ کوئی صورت ہو تشبیہ تمثیل کہلاتی ہے جیسے

کأن الهلال نون لجین غرقت فی صحیفة زرقاء

(نیلگوں آسمان میں نیا چاند ایسا ہی ہے جیسے چاندی کا نون نیلے رنگ کی پلیٹ میں ڈبو دیا گیا ہو)

اس میں ایک پورا منظر یعنی نیلے رنگ کا صاف آسمان ہے اس میں کمان نما نیا چاند نمودار ہوتا ہے تو اس کی مشابہت اس چاندی کے ڈھلے ہوئے نون سے دی جاتی ہے جس کو نیلے رنگ کی پلیٹ میں ڈبو دیا گیا ہو۔

اس تشبیہ میں مشابہت کسی مفرد شئ کی دوسری مفرد شئ سے نہیں بتائی گئی ہے بلکہ ایک پورا منظر'' نیلے رنگ کے صاف آسمان میں کمان نمانئے چاند کا وجود'' مشبہ ہے جس کی تشبیہ دوسرے منظر یعنی'' نیلے رنگ کی صاف پلیٹ میں چاندی کے نون کے ڈوبے ہوئے ہونے'' سے دی گئی ہے اور وجہ شبہ بھی کوئی مفرد صفت نہیں ہے بلکہ پورے منظر کا خلاصہ یعنی'' ایک کمان نما سفید چیز کا نیلے رنگ کے صاف سطح پر ہونا'' وجہ شبہ بنے گا۔

۳-تشبیہ ضمنی

تعریف: یہ وہ تشبیہ ہے جس میں طرفین تشبیہ صراحتاً مذکور نہیں ہوتے بلکہ سیاق کلام میں ضمناً سمجھ میں آتے ہیں، ایسی تشبیہ کو تشبیہ ضمنی کہتے ہیں۔ جیسے

لاتنکری عطل الکریم من الغنی فالسیل حرب للمکان العالی

(سخی آدمی کے مالداری سے خالی ہونے کو عیب کی بات نہ سمجھو، اونچی جگہ سیلاب کا پانی نہیں رکتا)

اس میں مفرد طریقہ پر تشبیہ کا عمل جاری نہیں ہوا ہے بلکہ غور کرنے پر سمجھ میں آتا ہے کہ سخی آدمی کی تشبیہ اونچی جگہ سے اور مالداری سے خالی ہونے کو سیلاب کے پانی کے بہ نکلنے سے ضمناً دی گئی ہے،

۴-تشبیہ مقلوب

تعریف: ایسی تشبیہ جس میں مبالغہ کی غرض سے مشبہ کو مشبہ بہ بنا کر الٹی تشبیہ دی جائے تشبیہ مقلوب کہلاتی ہے، جیسے کأن ظلام اللیل شعرها (رات کی تاریکی اسکے زلفوں کی طرح ہے)

اس مثال میں سیاہ زلفوں کی تشبیہ رات کی تاریکی سے دینے کے بجائے تشبیہ الٹ کر معنی میں مبالغہ پیدا کیا گیا ہے، ایسی تشبیہ کو تشبیہ مقلوب کہتے ہیں۔

2.7 کلام کی بلاغت میں تشبیہ کا اثر

کلام کی بلاغت میں تشبیہ کا بڑا اہم رول ہے، تشبیہ کے ذریعہ جہاں مخاطب کو اپنی بات سمجھانے میں مدد ملتی ہے وہیں کلام میں قوت اور زور پیدا کرنے کا پورا میدان ہوتا ہے جس سے متکلم کو طویل گفتگو اور لمبی چوڑی وضاحت کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ مختصر سی تشبیہ کے ذریعہ مخاطب کو مطمئن کر دیتا ہے، تشبیہ میں اس بات کی بھی پوری گنجائش موجود ہوتی ہے کہ متکلم تشبیہ دیتے وقت مشبہ بہ کے انتخاب میں صحیح ذوق اور نازک خیالی کا سہارا لیکر کلام کو خوبصورت اور لطیف بنا سکتا ہے، تشبیہ میں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے کہ مشبہ بہ اور مشبہ میں باہم مماثلت موجود ہو، اور یہ مماثلت جتنی نازک اور

ڈھکی چھپی ہوگی اسی قدر تشبیہ میں ندرت اور جمال کا عنصر پایا جائیگا، اور یہی چیز تشبیہ کی جان سمجھی جاتی ہے،

اگر تشبیہ سیدھی سادی اور عام فہم ہوگی تو اس کا جمالیاتی پہلو مدھم پڑ جائیگا اور مطلوبہ ادبی نتائج حاصل نہیں ہوسکیں گے۔

2.8 خلاصہ

اس یونٹ کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ تشبیہ کا عمل کلام کی تفہیم کو آسان بنانے اور اس میں خوبصورتی اور نازک خیالی پیدا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، اس کے چاروں ارکان میں دو یعنی مشبہ اور مشبہ بہ زیادہ اہم تصور کیے جاتے ہیں جنھیں طرفین تشبیہ بھی کہتے ہیں، تشبیہ دیتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں باہم مماثلت پائی جارہی ہو، البتہ مشبہ بہ میں صفت کی زیادتی ہوتی ہے،

تشبیہ کے مختلف ارکان بعض اوقات بلاغی مقاصد کے تحت حذف بھی ہوجاتے ہیں جس کے ذریعہ کلام میں زور پیدا کرنا یا اسی طرح کے دوسرے مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں۔

تشبیہ کی چار قسمیں ہیں جنھیں تشبیہ مفرد، تشبیہ تمثیل، تشبیہ ضمنی اور تشبیہ مقلوب کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ قسمیں اپنے انداز بیان میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، لیکن ان کا بنیادی ڈھانچہ تقریبا یکساں ہوتا ہے۔

2.9 نمونہ کے امتحانی سوالات

۱-تشبیہ کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے۔

۲-تشبیہ مؤکد اور مجمل کا فرق مثالوں سے واضح کیجئے۔

۳-تشبیہ تمثیل کسے کہتے ہیں، مثالوں سے سمجھایئے۔

۴-تشبیہ مفرد اور تشبیہ تمثیل میں فرق واضح کیجئے۔

۵-تشبیہ ضمنی کی تعریف کیجئے اور مثال دیجئے۔

۶-تشبیہ مقلوب کسے کہتے ہیں، اس کی نمایاں خصوصیت کیا ہے۔

2.10 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱- فیض البلاغۃ از ڈاکٹر شیر افگن ندوی

۲ — البلاغة الواضحة لعلى الجارم ومصطفى أمين

۳ — الإيضاح فى علوم البلاغة للخطيب القزوينى

٤ — علوم البلاغة لمحمد أحمد قاسم ومحى الدين ديب

٥ — علم البيان لعبد العزيز عتيق

٦ — دروس البلاغة لحفنى ناصف وزملائه

اکائی ۳

الكنايه

اکائی کے اجزاء

3.1 مقصد

3.2 تمہید

3.3 کنایہ کی تعریف

3.4 کنایہ کی قسمیں

3.5 خلاصہ

3.6 نمونہ کے امتحانی سوالات

3.7 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

3.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ کنایہ کی حقیقت اس کے استعمال کے طریقے اور اس کی خصوصیات اور امتیازات سے واقف ہوسکیں گے، اس اکائی میں ہم اس بات کی کوشش کریں گے کہ طلبہ کو کنایہ کے سلسلہ میں اس قدر ضروری معلومات فراہم کردیں جس سے وہ کنایہ کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوسکیں اور علم بیان کی اس اہم بحث کو اپنی زبان وبیان کو حسن ورعنائی عطا کرنے کے لئے استعمال میں لاسکیں، ہم آنے والی بحث میں اس موضوع سے متعلق ضروری مسائل کو عام فہم انداز میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ طلبہ آسانی سے ذہن نشین کرسکیں۔

3.2 تمہید

علم البیان کی بحثوں میں کنایہ کی اپنی الگ شناخت ہے، اس کے ذریعہ متکلم اپنی بات کو بیان کے پیرائے میں چھپا کر اس طرح کہہ جاتا ہے کہ متکلم اس کے ظاہری الفاظ کے سہارے مراد تک بآسانی نہیں پہونچ پاتا، مثلا ہم کہتے ہیں کہ ''فلاں آدمی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا'' اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی آدمی جس کی طرف یہ صفت منسوب ہے وہ مکھیوں سے بہت بدکتا ہے مسلسل انھیں بھگاتا رہتا ہے، اور خصوصا اپنی ناک کو ان سے محفوظ رکھتا ہے، بلکہ اس سے مراد ہے کہ فلاں شخص بڑا باوقار اور غیرت مند ہے، لیکن متکلم نے اس صفت کو بیان کرنے کے لئے بطور کنایہ ایسے جملے کا استعمال کیا ہے جس کے ظاہری معنی پر قناعت کرکے مرادی معنی تک نہیں پہونچا جاسکتا بلکہ اس بات کو معلوم کرنا ضروری ہوگا کہ یہ جملہ کنایۃ کس طرح کے مفہوم کو ادا کرتا ہے، اس کے بعد اس جملہ کا حسن نکھر کر سامنے آئیگا۔

3.3 کنایہ کی تعریف

تعریف: ''کسی لفظ کو اس طور پر استعمال کرنا کہ اس کے ظاہری معنی کے بجائے مرادی معنی مقصود ہوں لیکن ظاہری معنی مراد لینے کی بھی گنجائش موجود ہو کنایہ کہلاتا ہے''، جیسے "فلان رحب الزراع" یعنی فلاں شخص بڑا کشادہ دست یا سخی انسان ہے۔

اس مثال میں غور کیجئے کہ کشادہ بازو والا ہونا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ پھیلے رہتے ہیں یعنی لوگوں کو عطیات دینے کے لئے ہاتھ کو مسلسل پھیلاتا رہتا ہے، تو جس طرح رحب الزراع یا کشادہ دست سے سخی مراد لیا گیا ہے وہیں لفظ کے اصلی معنی مراد لیکر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص کے بازو واقعی کشادہ اور دراز ہیں،

3.4 کنایہ کی قسمیں

کنایہ کی تین قسمیں ہیں، (۱) کنایه عن الصفة (۲) کنایه عن الذات (۳) کنایه عن النسبة

۱-کنایه عن الصفة: کسی کی صفت بتانے کے لئے صریح الفاظ کے بجائے ایسی تعبیر کا سہارا لیا جائے جس کے نتیجہ کے طور پر وہ صفت واضح ہو، مثلاً خنساء اپنے بھائی صخر کے مرثیہ میں کہتی ہیں

طويل النجاد رفيع العماد   كثير الرماد إذا ما شتا

(وہ تلوار کے لمبے دستے والا ، اونچے ستون والا اور قافلہ کے قیام کے وقت بہت راکھ والا ہے)

اس میں تلوار کے لمبے دستے والے سے مراد قد آوری اور اونچے ستون سے مراد معزز ہونا اور زیادہ راکھ والا سخاوت سے کنایہ ہے،

اس مثال میں ممدوح کی صفات کو واضح الفاظ میں بیان کرنے کے بجائے ان کے لئے ایسی تعبیرات کا سہارا لیا گیا ہے جن سے یہ صفات عیاں ہوتی ہیں۔

۲ –كناية عن الذات: کسی ذات یا شئ کو بتانے کے لئے صراحتا اس کا ذکر کرنے کے بجائے ایسی تعبیر کا استعمال کرنا جس کا حاصل وہ ذات یا شئ ہو كناية عن الذات کہلاتا ہے، مثلا أكثروا ذكر هاذم اللذات (لذتوں کو کاٹنے والی چیز کو خوب یاد کیا کرو) اس میں صراحتا موت کا لفظ ذکر کرنے کے بجائے اس پر دلالت کرنے والی تعبیر کو استعمال کیا گیا جس کا مقصد مخاطب کو لذتوں کے پیچھے بھاگنے سے روکنا ہے۔

۳ –كناية عن النسبة: کسی کام یا صفت کی نسبت براہ راست کسی فرد یا شئ کی طرف کرنے کے بجائے اس سے متعلق کسی دوسری شئ کی طرف کردی جائے جیسے المجد بين ثوبيك والكرم ملأ برديك (عظمت تمھارے دونوں کپڑوں کے درمیان ہے اور سخاوت تمھاری دونوں چادروں کے درمیان ہے) اس میں عظمت وسخاوت کو براہ راست مخاطب کی طرف منسوب کرنے کے بجائے اس سے متعلق کپڑوں اور چادروں کی طرف منسوب کردیا۔

3.5 خلاصہ

اوپر کی تفصیلات پر نظر ڈالیں تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ کنایہ علم البیان کا ایک اہم باب ہے جس میں لفظ کے ظاہری معنی کے بجائے مرادی معنی مقصود ہوتے ہیں لیکن ظاہری معنی مراد لینے کی بھی گنجائش ہوتی ہے، کنایہ کبھی ذات سے کبھی صفت سے اور کبھی نسبت سے کیا جاتا ہے، اس میں براہ راست ذات یا صفت یا نسبت کے لئے صریح الفاظ کے استعمال سے گریز کرکے ایسی تعبیر کا سہارا لیا جاتا ہے جس کو سمجھنے کے بعد اصل مقصود سمجھ میں آجاتا ہے، اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ متکلم حسب منشا تعبیر کا استعمال کرکے اپنی بات زیادہ قوت یا مبالغہ کے ساتھ کہہ سکتا ہے، نیز انتہائی لطافت کے ساتھ مخاطب کی بعض دوسری خوبیوں اور چھپی ہوئی حقیقتوں کی طرف اشارہ بھی کردیتا ہے، اور چونکہ بات صراحتا نہیں کہی جاتی اسلئے اسکے اوپر کوئی عیب بھی نہیں آتا۔

3.6 نمونہ کے امتحانی سوالات

۱- کنایہ کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے۔

۲- کنایہ کی قسمیں بتائیے اور ہر ایک کی وضاحت کیجئے۔

۳-كناية عن الصفة اور كناية عن الذات میں کیا فرق ہے۔

۴-كناية عن النسبه کی وضاحت کیجئے۔

۵- کنایہ کی فنی خصوصیت بتائیے۔

3.7 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱- فیض البلاغۃ از ڈاکٹر شیر افگن ندوی

۲ – البلاغة الواضحة لعلى الجارم ومصطفى أمين

۳ – الإيضاح فى علوم البلاغة للخطيب القزوينى

٤ – علوم البلاغة لمحمد أحمد قاسم ومحى الدين ديب

٥ – علم البيان لعبد العزيز عتيق

٦ – دروس البلاغة لحفنى ناصف وزملائه

اکائی ٤

الاستعارة تعريفها وأقسامها

اکائی کے اجزاء

4.1 مقصد

4.2 تمہید

4.3 استعارہ کی تعریف

4.4 استعارہ کی قسمیں

4.5 خلاصہ

4.6 نمونہ کے امتحانی سوالات

4.7 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

4.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ کو استعارہ سے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہو جائیں گی، اور طالب علم یہ بات بخوبی جان سکے گا کہ استعارہ کے بنیادی عناصر کیا ہیں، استعارہ کلام کی کس کیفیت کو کہتے ہیں، استعارہ کے ذریعہ کس طرح کے معنی کی ادائیگی کی جاتی ہے اور اس کا اہم فائدہ کیا ہے، اس اکائی میں ہم ان تمام سوالات کو زیر بحث لائیں گے جن کی طرف طالب علم کا ذہن عام طور پر جاتا ہے اور وہ اس کا تشفی بخش جواب چاہتا ہے، ہماری کوشش ہوگی کہ اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طالب علم کلام میں استعمال ہونے والے استعارہ اور اس کے اقسام کو اچھی طرح سمجھ سکے اور خود بھی اپنی گفتگو اور تحریروں کو خوبصورت بنانے اور ان سے حسب منشا معانی اخذ کرنے کے علم البیان کے اس اہم نوع کا سہارا لے سکے۔

4.2 تمہید

استعارہ علم البیان کا ایک اہم جزء ہے اس کا دارومدار تشبیہ کے دونوں بنیادی ارکان یعنی طرفین تشبیہ پر ہے، کیونکہ استعارہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کلام کے اصلی اور مجازی معنی میں مشابہت کا علاقہ ہو اور ظاہر ہے یہ علاقہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب مشبہ اور مشبہ بہ کا استعمال ہو، البتہ استعارہ میں تشبیہ کے ان دونوں ارکان میں سے ایک لازما محذوف ہوتا ہے، اور اسی حذف کی وجہ سے متکلم اپنے موصوف کو عام حالات سے مختلف شکل میں پیش کرنے میں کامیاب ہوتا ہے،

استعارہ میں ایک خاص بات یہ بھی ہوتی ہے کہ اصلی اور مجازی معنی میں مشابہت کے علاقہ کے باوجود اصلی معنی مراد لینا منع ہوتا ہے، کیونکہ اصلی معنی مراد لینے کی صورت میں متکلم کا مقصد فوت ہو جائیگا اور کلام غیر مطلوب معنی پر دلالت کرے گا جو بجائے حسن کے کلام میں قبح اور تعقید کا سبب بنے گا۔

4.3 استعارہ کی تعریف

کسی لفظ کو مجازی معنی میں اس طور پر استعمال کرنا کہ اس لفظ کا اپنے حقیقی معنی کے ساتھ مشابہت کا علاقہ (تعلق) ہو اور کوئی ایسا قرینہ بھی موجود ہو جو لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہو نیز طرفین تشبیہ میں سے ایک محذوف ہو، اسکو استعارہ کہتے ہیں، جیسے شاعر کی ممدوحہ اس کے اوپر سایہ کر رہی ہے تو کہتا ہے

قامت تظللنی ومن عجب　　شمس تظللنی من الشمس

(وہ مجھے سایہ کرنے لگی اور تعجب ہے کہ سورج سایہ کررہا ہے سورج سے)

اس مثال میں پہلے شمس سے مجازا ممدوحہ مراد ہے اور دوسرے سے حقیقی سورج اور دونوں میں علاقہ مشابہت کا ہے، یعنی سورج کی چمک اور ممدوحہ کے چہرہ کی چمک مشترک صفت ہے جس میں دونوں میں مشابہت ہے، اور ظاہر ہے کی اصلی سورج سایہ نہیں کرسکتا اس لئے لفظ تظللنی ایسا لفظی قرینہ ہے جو شمس کے حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہے،

4.4 استعارہ کی قسمیں

استعارہ کی مختلف اعتبارات سے متعدد قسمیں ہوجاتی ہیں جن کو اختصار کے ساتھ الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) تصریحیہ ومکنیہ

استعارہ تصریحیہ: اگر استعارہ میں مشبہ محذوف ہو اور اس کی جگہ مشبہ بہ کو مستعار لے لیا گیا ہو اور مشبہ محذوف پر دلالت کے لئے اس کے لوازمات میں سے کوئی چیز ذکر کی گئی ہو تو استعارہ تصریحیہ کہلاتا ہے جیسے کسی بڑی شخصیت کے انتقال پر کہیں فقدنا الیوم شمسا منیرا (ہم نے آج ایک روشن آفتاب کو کھودیا) اس مثال میں عالم کی تشبیہ سورج سے دی گئی ہے لہذا عالم مشبہ ہے جس کو حذف کرکے اس کی جگہ مشبہ بہ یعنی سورج کو مستعار لے لیا گیا ہے اور فقدنا ایک ایسا لازمہ ہے جس کا تعلق انسان سے ہے اس لئے وہ مشبہ بہ پر دلالت بھی کررہا ہے ایسے استعارہ کو تصریحیہ کہتے ہیں۔

استعارہ مکنیہ: اگر استعارہ میں مشبہ بہ محذوف ہو اور اس کی جگہ مشبہ کو مستعار لے لیا گیا ہو اور مشبہ بہ پر دلالت کے لئے اس کے لوازمات میں سے کوئی چیز ذکر کی گئی ہو تو استعارہ مکنیہ کہلاتا ہے جیسے أقسمت سیوفھم ألا تضیع حقالھم (ان کی تلواروں نے قسم کھالی کہ ان کا حق ضائع نہیں ہونے دیں گی) اس مثال میں تلواروں کی تشبیہ انسان سے دی گئی اور انسان جو کہ مشبہ بہ ہے اس کو حذف کرکے مشبہ یعنی سیوف کو اس کی جگہ مستعار لے لیا گیا اور مشبہ بہ محذوف پر دلالت کے لئے أقسمت یعنی قسم کھانا ایک ایسا لفظ ذکر کردیا جو مشبہ بہ کے لوازمات میں سے ایک لازمہ ہے، ایسے استعارہ کو مکنیہ کہتے ہیں۔

ان دونوں قسموں کو اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس استعارہ میں مشبہ بہ مذکور ہو اس کو تصریحیہ اور جس میں مشبہ بہ محذوف ہو اس کو مکنیہ کہتے ہیں، اسی طرح استعارہ تصریحیہ میں مشبہ بہ کو مستعار منہ اور مشبہ کو مستعار لہ کہتے ہیں جبکہ استعارہ مکنیہ میں مشبہ مستعار منہ اور مشبہ بہ مستعار لہ کہلاتا ہے۔

(۲) اصلیہ وتبعیہ

استعارہ اصلیہ: وہ لفظ جس میں استعارہ کا عمل جاری ہوا ہے اگر جامد ہے تو استعارہ اصلیہ کہلائے گا جیسے

عضّنا الدھر بنابہ　　لیت ما حل بنا بہ

(ہم کو زمانہ نے اپنے دانتوں سے کاٹ لیا، کاش کہ ہمارے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس کے ساتھ بہ وہی پیش آتا) اس مثال میں زمانہ کو درندہ سے تشبیہ دی گئی جو کہ مشبہ بہ ہے اور محذوف ہے اور اس کا لازمہ عضّ یعنی کاٹنا جو کہ حیوان کے ساتھ خاص ہے اس کو ذکر کرکے محذوف کی طرف اشارہ کردیا گیا، اور چونکہ استعارہ کا عمل لفظ دھر میں جاری ہوا ہے جو کہ جامد ہے لہذا استعارہ مکنیہ اصلیہ ہوا۔

استعارہ تبعیہ: وہ لفظ جس میں استعارہ کا عمل جاری ہوا ہے اگر مشتق ہے تو استعارہ تبعیہ کہلائے گا جیسے

إذا ما صافح الأسماع یوما　　تبسمت الضمائر والقلوب

شاعر اپنے کلام کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب یہ اشعار کسی دن کانوں میں داخل ہوتے ہیں تو ضمیر اور دل دونوں مسکرانے لگتے ہیں اس مثال میں کانوں سے لگنے کو (صافح) یعنی مصافحہ کرنے سے تعبیر کیا ہے، جبکہ اشعار کانوں سے مصافحہ نہیں کرتے بلکہ ان سے لگتے ہیں

لہذا کہا جائیگا کہ اصابة (لگنا) کو مصافحہ سے تشبیہ دی، کیونکہ دونوں میں باہم ملنے میں مشابہت کا علاقہ ہے، پھر مشبہ یعنی اصابہ کو محذوف کر دیا اور اسکی جگہ مشبہ بہ مصافحہ کو مستعار لے لیا، پھر مصافحہ بمعنی اصابہ سے صافح بمعنی أصاب کو مشتق کیا،

اس پورے عمل میں چونکہ استعارہ کا عمل مشتق کلمہ میں جاری ہوا ہے لہذا استعارہ تصریحیہ تبعیہ کہلائیگا۔

(۳) مرشحه ،مجرده ، مطلقه

مرشحه: وہ استعارہ جس میں استعارہ کا عمل مکمل ہونے کے بعد آگے مشبہ بہ کی مناسبت کی کوئی بات ذکر کی گئی ہو مرشحہ کہلاتا ہے، جیسے خُلُق زيد أرق من أنفاس الصبا إذا غازلت أزهار الربا (زید کے اخلاق اس نسیم صبح کی سانسوں سے بھی زیادہ لطیف ہیں جو ٹیلے کے پھولوں سے محو سخن ہوتا ہے)

اس مثال میں استعارہ کا عمل صبا میں جاری ہوا ہے جس کی تشبیہ انسان سے دی ہے جو کہ محذوف ہے اور قرینہ انفاس اس پر دلالت کر رہا ہے، مشبہ بہ محذوف ہے لیکن استعارہ مکمل ہونے کے بعد آگے کی عبارت (غازلت) یعنی باتیں کرنا مشبہ بہ کے مناسب عمل ہے، اس لئے استعارہ مکنیہ مرشحہ کہلائے گا۔

مجرده: وہ استعارہ جس میں استعارہ کا عمل مکمل ہونے کے بعد آگے مشبہ کی مناسبت کی کوئی بات ذکر کی گئی ہو مجردہ کہلاتا ہے، جیسے

يؤدون التحية من بعيد إلى قمر من الإيوان باد

(وہ لوگ سلام پیش کرتے ہیں ایسے چاند کو جو ایوان سے نمودار ہوتا ہے)

اس مثال میں استعارہ کا قمر میں جاری ہوا ہے، جس سے مراد ممدوح کی ذات ہے، ممدوح کی تشبیہ قمر سے دی جو کہ مشبہ بہ مذکور ہے اور اپنے قرینہ يؤدون التحيه (سلام کرتے ہیں) سے مکمل ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد من الایوان باد (ایوان سے نمودار ہوتا ہے) ذکر ہوتا ہے جس کا تعلق مشبہ یعنی انسان سے ہے، اس لئے یہ استعارہ تصریحیہ مجردہ کہلائے گا۔

مطلقه: وہ استعارہ جس میں استعارہ کا عمل مکمل ہونے کے بعد آگے مشبہ یا مشبہ بہ سے متعلق کوئی بات ذکر نہ کی گئی ہو استعارہ مطلقہ کہلاتا ہے جیسے إني شديد العطش إلى لقائك (مجھے آپ سے ملنے کا شدید اشتیاق ہے) اس مثال میں اشتیاق کی تشبیہ پیاس سے دی گئی کیونکہ دونوں میں ایک چیز کی خواہش پائی جا رہی ہے، یہاں استعارہ تصریحیہ اصلیہ ہے، جو اپنے قرینہ (إلى لقائك) کے ساتھ استعارہ کا عمل مکمل کر لیتا ہے، آگے نہ تو مشبہ بہ کے مناسب کوئی بات ذکر کی گئی ہے نہ مشبہ کے لہذا استعارہ مطلقہ ہوا۔

استعاره تمثيليه

پورے جملے کی ایسی بندش جو غیر موضوع لہ معنی میں استعمال کی جائے ساتھ ہی مشابہت کا علاقہ ہو اور ایسا قرینہ بھی پایا جائے جو اس کے اصلی معنی مراد لینے سے مانع ہو استعارہ تمثیلیہ کہلاتا ہے۔ جیسے محاذ سے وطن کو لوٹنے والے مجاہد کے لئے کہا جائے عاد السيف إلى قرابه وحل الليث منيع غابه (تلوار اپنی نیام میں لوٹ آئی اور شیر اپنی کچھار میں آ گیا)

اس مثال میں دونوں جملے ایک پورے واقعہ سے استعارہ ہیں، یعنی مجاہد کا محاذ جنگ پر خطرات کا سامنا کرنے اور مشکلات سے دوچار ہونے کے بعد گھر لوٹنا ایسا ہی ہے جیسے تلوار دشمنوں سے سخت مقابلہ کرنے کے بعد نیام میں واپس چلی جائے یا شیر شکار کے دوران اپنے ہدف کو حاصل کرنے کے بعد کچھار میں واپس آ جائے۔

چونکہ پورا جملہ مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور اس کا اصلی معنی سے مشابہت کا علاقہ ہے ساتھ ہی موقع محل کے لحاظ سے جملہ کو اصلی معنی میں مراد لینا ممکن نہیں ہے جو کہ قرینہ حالی ہے، اسلئے استعارہ تمثیلیہ کہلائے گا۔

4.5 خلاصه

استعارہ علم البیان کا ایک انتہائی اہم حصہ ہے جس میں کسی بھی لفظ کے مجازی معنی مراد لیتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ لفظ کے اصلی اور مجازی معنی میں مشابہت کا علاقہ ہو اور کوئی ایسا قرینہ بھی موجود ہو جو اس لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے سے رکاوٹ بن رہا ہو، یہ قرینہ کبھی لفظی ہوتا ہے اور کبھی حالی یعنی موقع محل حقیقی معنی مراد لینے سے معنی ہوتا ہے،

استعارہ میں مشبہ یا مشبہ بہ میں سے کوئی ایک لازمی طور پر محذوف ہوتا ہے ایسی صورت میں محذوف پر دلالت کرنے کے لئے جملہ میں ہی کوئی ایسا کلمہ موجود ہوتا ہے جو اس کی نشاندہی کرتا ہے، اسی کو قرینہ کہتے ہیں۔

طرفین تشبیہ کے اس حذف وذکر کے لحاظ سے استعارہ الگ الگ ناموں سے موسوم ہوتا ہے مثلا اگر مشبہ بہ مذکور ہے تو استعارہ تصریحیہ کہلاتا ہے، اور اگر مشبہ بہ محذوف ہے تو استعارہ مکنیہ کہلاتا ہے،

اسی طرح اگر استعارہ کا عمل جامد کلمہ میں جاری ہوا ہے تو استعارہ اصلیہ کہلاتا ہے لیکن اگر یہ عمل مشتق کلمہ میں جاری ہوا ہے تو استعارہ تبعیہ کہلاتا ہے

اسی طرح اگر استعارہ کا عمل مکمل ہونے کے بعد مشبہ بہ کے مناسب کوئی بات آگے ذکر کی گئی ہے تو استعارہ مرشحہ کہلائے گا لیکن اگر مشبہ کے مناسب بات ذکر کی گئی ہے تو استعارہ مجرّدہ کہلاتا ہے، اور اگر کسی کے مناسب کوئی بات آگے ذکر نہیں ہے تو ایسے استعارہ کو مطلقہ کہتے ہیں

4.6 نمونہ کے امتحانی سوالات

۱-استعارہ کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے

۲-استعارہ تصریحیہ اور مکنیہ کا فرق واضح کیجئے

۳-استعارہ اصلیہ اور تبعیہ کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے

۴-استعارہ مرشحہ اور مطلقہ میں کیا فرق ہے

۵-استعارہ مجردہ کسے کہتے ہیں

4.7 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱- فیض البلاغۃ از ڈاکٹر شیر افگن ندوی

۲- البلاغة الواضحة لعلى الجارم ومصطفى أمين

۳- الإيضاح فى علوم البلاغة للخطيب القزوينى

٤- علوم البلاغة لمحمد أحمد قاسم ومحى الدين ديب

٥- علم البيان لعبد العزيز عتيق

٦- دروس البلاغة لحفنى ناصف وزملائه

اکائی ۵

المجاز المرسل والمجاز العقلی

اکائی کے اجزاء

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 مجاز مرسل کی تعریف

5.4 مجاز مرسل کے علاقات

5.5 مجاز عقلی کی تعریف

5.6 مجاز عقلی کے منسوبات

5.7 خلاصہ

5.8 نمونہ کے امتحانی سوالات

5.9 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طالب علم مجاز کے دونوں اہم اقسام یعنی مجاز مرسل اور مجاز عقلی کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو سکے گا، ہم اس اکائی میں ان دونوں مجازوں کے مابین فرق اور ان کے امتیازات کو بھی واضح کریں گے، اور مثالوں سے اس بات کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کریں گے کہ کن خصوصیات سے مجاز کو مرسل کہا جاتا ہے اور کن اسباب سے عقلی۔ اس اکائی کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد طالب علم کے لئے یہ بات ممکن ہو سکے گی کہ وہ کلام میں آنے والے مجاز کو اچھی طرح سمجھ سکے اور ان کے مابین فرق کو جان سکے نیز اپنی تحریروں میں بھی علم البیان کی اس اہم بحث کو صحیح موقع محل پر استعمال کر کے اس کو زبان و بیان کو خوبیوں سے آراستہ کر سکے۔

5.2 تمہید

مجاز علم البیان کی بہت ہی اہم بحث ہے جس میں کسی بھی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے غیر حقیقی معنی میں استعمال کر لیا جاتا ہے لیکن اس عمل کے لئے کچھ شرطیں ہیں جن کو پورا کرنے کے بعد ہی مجاز کا مطلوبہ فائدہ حاصل ہو پاتا ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ اسی مجاز کی بنیاد پر استعارہ وجود میں آتا ہے اور اس کی مختلف اقسام متفرع ہوتی ہیں لیکن چونکہ اس مجاز میں حقیقی اور مجازی معنی کے مابین علاقہ مشابہت کا ہوتا ہے اور صرف لغوی تبدیلی کے ذریعہ مجاز کا عمل ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس کو مجاز لغوی کہتے ہیں، جبکہ مجاز کی دوسری قسم یعنی مجاز مرسل میں لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی میں مشابہت کا علاقہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے علاوہ دوسرے مختلف قسم کے علاقے ہوتے ہیں جن کو کسی قید سے مقید نہیں کیا گیا ہے اسلئے اس کو مجاز مرسل کہا گیا، جبکہ تیسری قسم مجاز عقلی کی ہے جس میں حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان علاقہ کو بنیاد نہیں بنایا جاتا بلکہ اس میں اصل فعل کی نسبت کو مدنظر رکھا جاتا ہے جو حقیقی فاعل کے بجائے اس سے متعلق مجازی افراد یا اشیاء کی طرف کر دی جاتی ہے جس کو محض عقل سے سمجھا جا سکتا ہے اس لئے اسے مجاز لغوی کہا جاتا ہے۔

5.3 مجاز مرسل کی تعریف

کس لفظ کو مجازی معنی میں اس طرح استعمال کرنا کہ اصلی اور مجازی معنی میں غیر مشابہت کا علاقہ ہو نیز ایسا قرینہ بھی موجود ہو جو لفظ کے اصلی معنی مراد لینے سے مانع ہو مجاز مرسل کہلاتا ہے جیسے أذلّ أخي ناصية عدوه (میرے بھائی نے دشمن کو ذلیل کر دیا) اس مثال میں ناصیہ (پیشانی) کو مجازی معنی میں کامل انسان کے استعمال کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ انسان کی پیشانی اور اس کی کامل ذات کے مابین مشابہت کا نہیں بلکہ جزئیت کا علاقہ ہے کیونکہ پیشانی انسان کا جزء ہے

5.4 مجاز مرسل کے علاقات

مجاز مرسل میں غیر مشابہت کا علاقہ ہوتا ہے جو حسب ذیل صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے

١ –سببيت ٢ –مسببيت ٣ –جزئيت ٤ – كليت ٥ –اعتبار ما كان ٦ – اعتبار ما يكون٧– محليت ٨– حالّيت

١ – سببيت: جیسے سأجازيك بما قدمت يداك(میں تمھارے احسانات کا بدلہ دونگا)اس میں لفظ ید کو احسان کے لئے استعمال کیا کیونکہ ہاتھ احسان کا سبب ہے اس لئے اس میں علاقہ سببیت کہلائے گا۔

٢ – مسببيت: جیسے حمى فلان غمامة واديه (فلان نے اپنی وادی کی گھاس کی حفاظت کی)اس میں غمامۃ کو گھاس کے معنی میں مجازاًاستعمال کیا کیونکہ غمام یعنی بادلوں کے نتیجہ میں ہی گاس اگتی ہے اس لئے علاقہ مسببیت کا ہے۔

٣-جزئیت : جیسے الاسلام یحث علی تحریر الرقاب (اسلام غلاموں کوآزاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے)اس میں رقاب بول کر پورا غلام مرادلیا ہےاور چونکہ رقاب غلام کا جزء ہے اسلئے علاقہ جزئیت کا کہلائے گا۔

٤-كليت : جیسے شربت ماء النيل (میں نے نیل کا پانی پیا)اس میں نیل کا سارا پانی پینا مقصودنہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی پینا مراد ہے اس لئے یہاں کُل بول کر جزء مرادلیا ہے لہذا علاقہ کلیت کا ہوگا۔

٥-اعتبار ما كان: جیسے من الناس من يأكل القمح ومنهم من يأكل الشعير(لوگوں میں سے کچھ لوگ گیہوں کھاتے ہیں اور کچھ لوگ جوکھاتے ہیں)اس مثال میں گیہوں یا جوکھانے کی بات کہی گئی ہے جس سے مراداس کا آٹا ہے،لیکن آٹا پہلے گیہوں یا جو تھا اس لئے آٹے کو اس کی سابقہ حالت کا اعتبار کر کے گیہوں یا جو کہا گیا،اسلئے یہاں علاقہ اعتبار ما كا ن کہلائے گا۔

٦- اعتبار ما يكون: جیسے سأوقد نارا (میں جلدہی آگ جلاؤں گا)اس مثال میں لکڑی جلانے کو آگ جلانے سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ لکڑی جلنے کے بعد آگ میں تبدیل ہوجاتی ہے اسلئے اس میں علاقہ اعتبار مایکون کہلائے گا۔

٧– محليت: جیسے واسأل القرية التى كنا فيها(اس بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم تھے)اس مثال میں قرية (بستی)بول کر اہل بستی مرادلیا ہے جو اہل بستی کا محل اقامت ہے اس لئے اس میں علاقہ محلییت کہلائے گا۔

٨– حالّيت: جیسے إن الابرار لفى نعيم(یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے)اس مثال میں نعمت بول کر نعمتوں کی جگہ مراد لی گئی ہے اسی کو اس طرح کہا جائیگا کہ حال بولکر محل مرادلیا ہے لہذا علاقہ حالّیت کا ہوگا۔

5.5 مجاز عقلی کی تعریف

فعل یا اس کے ہم معنی لفظ کا حقیقی کے بجائے مجازی چیز کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ دونوں نسبتوں میں کوئی علاقہ پایا جائے اور وہاں ایسا قرینہ موجود ہو جو اصلی نسبت سے رکاوٹ بنے مجاز عقلی کہلاتا ہے جیسے بنى شاه جهان التاج محل(شاہ جہاں نے تاج محل بنایا)اس میں تاج محل بنانے کی نسبت شاہ جہاں بادشاہ کی طرف کی گئی ہے جبکہ بادشاہ نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے نہیں بنایا بلکہ اس کے حکم پر معماروں نے بنایا لیکن بنانے کی نسبت معماروں کی طرف کرنے کے بجائے مجازاً بادشاہ کی طرف کردی گئی،

چونکہ بادشاہ تاج محل بنانے کا سبب ہے اس لئے کہا جائیگا کہ حقیقی اور مجازی نسبت میں سببیت کا علاقہ ہے،اوراحوال وقرائن سے یہ بات بھی واضح ہے کہ بادشاہ تعمیر کا کام اپنے ہاتھ سے نہیں کیا کرتے لہذا قرینہ حالی ہوگا جو اصلی معنی مراد لینے میں رکاوٹ ہوگا۔

5.6 مجاز عقلی کے منسوبات

مجاز عقلی کا تعلق چونکہ نسبت میں مجاز سے ہوتا ہے اس لئے یہ اسناد مجازی متعدد چیزوں کی طرف حسب ضرورت ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

١-سبب کی طرف

٢-زمان کی طرف

۳-مکان کی طرف

۴-مصدر کی طرف

۵-اسم فاعل کی نسبت اسم مفعول کی طرف

۶-اسم مفعول کی نسبت اسم فاعل کی طرف

۱- سبب کی طرف: جیسے فتح الملك بلدانا نائية (بادشاہ نے دور دراز علاقوں کو فتح کیا) ظاہر ہے بادشاہ نے بنفس نفیس نہیں بلکہ اسکی افواج نے فتوحات کیں لیکن چونکہ ان کا سبب بادشاہ بنا اسلئے فعل کا اسناد اس کی طرف کر دیا گیا، لہذا علاقہ سببیت ہوگا

۲- زمان کی طرف: جیسے ضرب الدهر بينهم وفرّق شملهم (زمانہ کے ان کے درمیان جدائی ڈال دی اوران کا شیرازہ بکھیر دیا) اس مثال میں جدائی ڈالنے یا شیرازہ بکھیرنے کی نسبت زمانہ کی طرف کرنا غیر حقیقی ہے کیونکہ اس کے عوامل دوسرے ہیں لیکن چونکہ یہ سب کچھ زمانہ میں ہوا اس لئے اس کی طرف مجازا نسبت کر دی گئی، لہذا علاقہ زمان ہوگا۔

۳- مکان کی طرف: جیسے جلسنا إلى مشر ب عذب (ہم لوگ ایک میٹھے گھاٹ کے پاس بیٹھے) اس میں میٹھا ہونے کی نسبت گھاٹ کی طرف کر دی گئی ہے جبکہ گھاٹ خود میٹھا نہیں ہوتا بلکہ وہاں کا پانی میٹھا ہوتا ہے لیکن چونکہ پانی کی جگہ گھاٹ ہے اس لئے مجازا مکان کی طرف اسناد کر دیا گیا، لہذا علاقہ مکانیت ہوگا۔

۴- مصدر کی طرف: جیسے تكاد عطايا ه يُجن جنونها (قریب ہے کہ ممدوح کی نوازشات اس کو پاگل کر دیں) اس میں پاگل ہونے کی نسبت اس کے مصدر لفظ جنون کی طرف مجازا کر دی گئی ہے لہذا علاقہ مصدریت کا ہوگا۔

۵- اسم فاعل کی نسبت اسم مفعول کی طرف: جیسے كان المنزل عامرا بالوار دين (مکان آنے والوں سے آباد تھا) یہاں عامر اسم فاعل استعمال کیا گیا اور معمور اسم مفعول کے معنی مجازا لے لئے گئے، لہذا اسم فاعل کی نسبت اسم مفعول کی طرف کرنا پایا گیا، اسلئے علاقہ مفعولیت کا ہوگا۔

۶- اسم مفعول کی نسبت اسم فاعل کی طرف: جیسے كان وعده مأتيا (اس کا وعدہ آنے والا ہے) یہاں مأتيا اسم مفعول آتٍ اس فاعل کی جگہ مجازا استعمال ہوا ہے، لہذا اسم مفعول کی نسبت اسم فاعل کی طرف مجازا کرنا پایا گیا، اس لئے علاقہ فاعلیت کا ہوگا۔

5.7 خلاصہ

ہم نے پڑھا کہ مشابہت کے بجائے دوسرے علاقوں کی بنیاد پر کسی لفظ کو حقیقی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال کرنا اس شرط کے ساتھ کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو اس لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہو مجاز مرسل کہلاتا ہے۔

مجاز مرسل میں حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان علاقہ مشابہت کا نہیں ہوتا بلکہ دوسرے علاقے ہوتے ہیں جو سببیت، مسببیت، جزئیت، کلیت، اعتبار ما کان، اعتبار ما یکون، محلیت اور حالّیت کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

اسی طرح مجاز عقلی میں بھی حقیقت اور مجاز کا عمل ہوتا ہے لیکن وہ کسی خاص لفظ کے معنی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا تعلق فعل یا اسکی جگہ آنے والے مسند کے اسناد سے ہوتا ہے، چنانچہ یہ اسناد اپنے حقیقی مسند الیہ کے بجائے مجازا دوسری چیزوں کی طرف کر دیا جاتا ہے۔

مجاز عقلی کے مجازی مسند الیہ سببیت، زمانیت، مکانیت، مصدریت، فاعلیت اور مفعولیت ہوتے ہیں۔

5.8 نمونہ کے امتحانی سوالات

۱-مجاز مرسل کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے۔

۲-مجاز عقلی کی تعریف کیجئے۔

۳-مجاز مرسل کے علاقے کیا کیا ہوتے ہیں مثالیں دیکر سمجھایئے۔

۴-مجاز عقلی کے علاقے کون کون ہیں، ہر ایک کی مثال دیجئے۔

۵-مجاز مرسل اور مجاز عقلی کے مابین بنیادی فرق کیا ہے۔

۶-مجاز عقلی کا وجہ تسمیہ بتائیے۔

5.9 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱- فیض البلاغۃ از ڈاکٹر شیر افگن ندوی

٢- البلاغة الواضحة لعلى الجارم ومصطفى أمين

٣- الإيضاح فى علوم البلاغة للخطيب القزوينى

٤- علوم البلاغة لمحمد أحمد قاسم ومحى الدين ديب

٥- علم البيان لعبد العزيز عتيق

٦- دروس البلاغة لحفنى ناصف وزملائه